QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 01 Issue No: 04 (2024)

پاکستان کے مذہبی مسالک کا تاریخی و فکری جائزہ اور شدت پسندی کے اسباب کا تحقیقی مطالعہ

A Historical and Intellectual Study of Pakistan's Religious Sects and an Analytical Review of the Causes of Extremism

Dost Muhammad
M.Phill Scholar, Islamic Studies, IHA, KFUEIT RYK, Punjab, Pakistan.
Dr. Syed Hamid Farooq Bukhari
Head, Department of Islamic Studies, University of Gujrat, Pakistan.
Dr. Muhammad Shahid Habib
Assistant Professor, Islamic Studies, IHA, KFUEIT RYK, Punjab, Pakistan.

Abstract

At the time of Pakistan's creation, the country was home to multiple Islamic schools of thought that, despite theological differences, coexisted in an atmosphere of mutual respect and religious tolerance. Each sect practiced its beliefs without provoking or offending the others. However, starting in the 1980s, sectarian differences were deliberately exploited and politicized, transforming theological disagreements into violent sectarianism. This paper explores the roots and evolution of religious sects in Pakistan, distinguishing between legitimate juristic differences and the politicized radicalization that led to extremism. Drawing upon Hamid Kamaluddin's analysis in "What is Sectarianism?", the study explains that the majority of Islamic jurists and scholars have historically recognized major Sunni schools of thought—Hanafi, Maliki, Shāfiʿī, Hanbali, Zāhiri, and Ahl-e-Ḥadīth—as part of the mainstream Ummah. Their differences are considered "ikhṭilāf sāʾigh" (permissible scholarly differences) grounded in diverse interpretations of sacred texts rather than fundamental doctrinal deviations. The paper also presents a brief historical and ideological introduction to these sects and examines how political agendas fueled sectarian violence. The aim is to clarify misconceptions and highlight that legitimate theological diversity within Islam should not be conflated with sectarian extremism, which often arises from external manipulation and political motives rather than genuine religious disagreements.

Keywords: *Pakistan, Religious Sects, Extremism, Sectarianism, Islamic Jurisprudence*

قیام پاکستان کے وقت ان مسلکی فرقوں میں اختلافات ہونے کے باوجود مذہبی رواداری نمایاں تھی۔ آپس میں ادب و احترام محبت و امن اور آشتی کا رشتہ استوار تھا۔ تمام مسلک اپنے اپنے عقائد و خیالات کے مطابق عمل کرتے تھے۔ کوئی مسلک کسی دوسرے مسلک کی توہین نہیں کرتا تھا۔ ۱۹۸۰ کی دہائی میں ان مسلکی اختلافات کو ابھارا گیا۔ ان اختلافات کو سیاسی مقاصد کے لئے استعمال کیا گیا اس میں تشدد اور فرقہ پرستی کو عروج حاصل ہوا۔ جس نے مسلکی اختلافات سے فرقہ واریت کی شکل اختیار کرلی۔ عوام الناس حقیقت کو جان بھی نہ سکے کہ ان کے درمیان ہونے والے اختلافات اتنے زیادہ بڑے نہیں ہیں کہ جس کی بنا پر دوسرے مسلک یا فرقہ کو اسلام کے دائرے سے خارج کر دیا جائے۔

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 01 Issue No: 04 (2024)

اسلامی مسالک کے اختلافات کی حقیقت سے پردہ اٹھاتے ہوئے حامد کمال الدین اپنی تصنیف "فرقہ واریت ہے کیا" میں رقمطراز ہیں۔
علماء وفقہاء امت کی غالب ترین اکثریت بشمول حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی، ظاہری اور اہلحدیث وغیرہ وغیرہ ایسے فقہی مسالک کو فرقہ ناجیہ میں شمار کرتی آئی ہے یہ مختلف فرقے نہیں دراصل ایک ہی فرقہ ہے اور ان سب کا ایک سے علمی اور شرعی مصادر میں اتفاق ہے۔ علماء وفقہاء امت کے ہاں صدیوں تک یہ اعتبار قائم رہا ہے۔ عقیدہ کی کوئی بڑی خرابی نہ ہو تو یہ فقہی مذاہب امت کے معتبر مذاہب ہیں اور فقہی اختلاف کے باوجود یہ ایک جماعت ہیں اور سب کے سب اہل سنت والجماعت کی ذیل میں آتے ہیں۔ ان کا اختلاف وہ اختلاف ہے جس کی عمومی معنی میں علمائے امت کے ہاں گنجائش جانی گئی ہے۔ بنیادی طور پر یہ نصوص کے فہم اور ترجیح میں ہونے والا اختلاف ہے۔ اجتہادی مسائل میں ہونے والا اختلاف ہے۔ یہ 'اختلاف مزموم' نہیں بلکہ اصطلاحی طور پر یہ 'اختلاف سائغ' ہے۔
ذیل میں ان مکاتب فکر یعنی مسالک کا مختصر تعارف پیش کیا جارہا ہے۔

پاکستان کے مذہبی مسالک کا مختصر تعارف اور تجزیہ:

مذہبی مسلک:

مسلک کا لفظی معنی مفہوم:

عربی زبان کا لفظ مسلک ہے جو کلمہ "سلک" سے بنایا گیا ہے یعنی اس کے بنیادی اجزاء جن کی تصریف سے یہ کلمہ بنایا گیا ہے۔ وہ "سلک" ہے اور مسلک اسم مکان ہے۔

" خلیل فراہیدی اور ابن منظور افریقی مسلک کے معنی یوں بیان کرتے ہیں کہ اس کا مطلب طریق یعنی راستہ ہے وہ راستہ جس پر چلا جاتا ہے "-1

" مسلک من مرادفات المذہب "-2

"مسلک مذہب کے مترادفات میں سے ہے "-

المسلک :الطریق ۔جمع: مسالک3

"مسلک راستے کو کہتے ہیں اور اس کی جمع مسالک ہے "-

مشہور لغت دان مولوی سید احمد دہلوی نے فرہنگ آصفیہ میں اور مہذب اللغات میں مہذب لکھنوی نے مسلک کے جو معنی و مطلب بیان کیے ہیں ہم ان کو دو گروپ میں تقسیم کرسکتے ہیں۔

1 خلیل الفراہیدی، ، ترتیب کتاب العین، ط/ا ، تحقیق الدکتور ابراہیم ، 141انتشارات اسوہ مطبع باقری، قم 1414 ھ، ص:745/2۔

2 تحسین البدری، معجم مفردات اصول الفقه المقارن، ص، 269۔

3 ڈاکٹر امیل بدیع یعقوب، المعجم المفصل فی الجموع، ط/ا، دارالکتب العلمیته، بیروت، 2004، ص:420۔

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 01 Issue No: 04 (2024)

پہلا گروپ:

مسلک کے معنی راستہ، راہ، چلنے کی جگہ بتایا گیا ہے۔ جیسے شاعر کا یہ شعر ...

ہے یہ مسلک تسلیم و رضا

ہیں اسی راہ پر سب اہل صفا

دوسرا گروپ:

مسلک کے معنی قاعدہ، طریقہ اور اصول بیان کیا گیا ہے۔ بقول شاعر

کرتا ہے مثل چرخ زمانہ پائمال

مسلک جو پیر کا وہ چلن ہے مرید کا4

" ظفر الغات اور فیروز اللغات میں ہے کہ مسلک کا قاعدہ طریقہ اور دستور کے معنی میں استعمال ہونا عام ہے جیسے کہا جاتا ہے گوتم بدھ کا مسلک یعنی گوتم بدھ کا طریقہ قاعدہ اور دستور جس کی اس نے تعلیم دی جس پر وہ چلا"-5

مسلک اور مذہب دونوں الفاظ عربی زبان کے ہیں اور لغوی طور پر دونوں الفاظ ہم معنیٰ ہیں۔ مذہب کے لغوی معنیٰ ہیں جانے کا راستہ، مجازاً اس کا مطلب یہ ہے کسی شخص یا گروہ کی راہِ حیات اور شرعی اصطلاح میں فقہی مسائل میں علماء کرام اور ائمہ عظام کی اجتہادی آراء کو مذہب کہا جاتا ہے۔ حنفیہ، شافعیہ، مالکیہ، حنبلیہ، جعفریہ وغیرہ کو فقہی مذاہب کہتے ہیں۔

مثال کے طور پر: فلاں مسئلہ میں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یہ ہے-

مسلک کے لغوی معنیٰ بھی راہ، راستہ اور چلنے کی جگہ کے ہیں، مجازاً اس کا مطلب نظریہ ءحیات و مکتبہ ءفکر ہے۔ اور شرعی اصطلاح میں مختلف فروعی مسائل کے بارے میں علماء کرام اور ائمہ عظام کی اعتقادی نظریات و خیالات کو مسلک کہا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر مسلک اہل تشیع، مسلک اہل سنت، مسلک ماتریدیہ، مسلک اشعریہ وغیرہ۔

عربی زبان دانوں نے مسلک کے معنی راستے اور طریقے بیان کئے ہیں جن پر چلا جاتا ہے۔ ان میں سے بعض کا کہنا یہ ہے کہ مسلک مذہب کے مترادفات میں سے ہے-اردو لغت دانوں کے مطابق ایک معنی طریقہ، قاعدہ اور دستور کے ہیں۔ جبکہ دوسرے معنی راستہ اور چلنے کی جگہ کے ہیں۔ پہلا معنی بہتر طور پر ہمارے اس مقصد کو واضح کرتا ہے کیونکہ جب ہم مسلک جعفری کہتے ہیں تو اس سے ہمارا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ایسا طریقہ اور قاعدہ یا وہ دستور جو امام جعفر صادق علیہ السلام نے قرآن و سنت سے اخذ کر کے کیا ہے۔ اسی طرح حنفی مسلک سے مراد ہماری امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ کے طریقے قواعد اور اصول ہیں۔

---

4 مھذب لکھنوی، مھذب اللغات، محافظ اردو بک ڈپو، لکھنو 1981، ص: 175/12

5 فیروز اللغات، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ص: 234میاں بھادر شاہ کاکا خیل، ظفر اللغات، یونیورسٹی بک ایجنسی، پشاور ص: 5۔

یہاں مسلک سے مراد وہی معنی ہیں جو بیان کر دیئے گئے ہیں۔ مگر عربی میں جو مسلک کا معنی مذہب کا مترادف بیان کیا گیا ہے یہ ہمارے نقطہ نظر کو زیادہ اچھے طور پر بیان کرتا ہے۔ کیونکہ ہم زمینی راستے کی بات نہیں کرتے بلکہ ہماری اس سے مراد مذہب ہوتا ہے البتہ یہ بات بالکل درست ہے کہ مذہب ہی وہ راستہ ہوتا ہے جس پر چلا جاتا ہے اور مسلک بھی وہی راستہ ہے جس پر چلا جاتا ہے۔ اردو معنی میں بھی پہلا معنی ہماری مراد کو بہتر انداز میں بیان کر رہا ہے جو طریقہ اور دستور ہے۔ جب ہم بیان کرتے ہیں اسلامی مسلک تو اس سے مراد اسلامی دستور ہوتا ہے اوراسلامی طریقہ ہوتا ہے۔

اسلام امن و محبت کا درس دیتا ہے۔ کسی بھی معاشرہ کو اسلامی فلاحی معاشرہ بنانے کے لیے اتحاد و اتفاق اور محبت و امن اس کی بنیادی تعلیمات ہیں۔ اسلامی فلاحی معاشرہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ جب افراد معاشرہ میں مذہبی ہم آہنگی پیدا ہو ان میں اتحاد اور اتفاق ہو۔ پاکستانی معاشرے میں بگاڑ کی اصل وجہ سے جہالت لاعلمی میں دوسرے مسالک کے بارے میں غلط فہمیاں غلط نظریات اور افواہیں شامل ہیں۔ پاکستان کے معاشرتی اور سماجی مسائل میں سے ایک اہم بنیادی اور بڑا مسئلہ فرقہ پرستی ہے۔ فرقہ پرستی کی زیادہ تر وجوہات سیاسی اور معاشرتی لحاظ کی ہیں تاہم کچھ چیزیں اس میں علمی نوعیت کے لحاظ سے بھی شامل ہیں جن کو صرف علماء تک ہی محدود رہنا چاہیے۔ نامناسب رویوں اور مکالماتی انداز کے بجائے مناظرانہ اور شدت پسندانہ طرز نے ہمارے معاشرے کے اخلاقی معیار کو پست اور کمزور کر دیا ہے۔ پاکستان میں شدت پسندی کے تناظر میں اس مقالے کا مرکزی موضوع یہی رہے گا کہ ان اصولوں کی نشاندہی کی جائے جن پر فرقہ وارانہ ہم آہنگی کی بنیادیں استوار ہو سکیں اور فرقہ پرستی کا خاتمہ ہو سکے۔ اس مقالہ میں ہم اختلافات کی بجائے مشترکات کا جائزہ لیں گے اور اس کی اہمیت کو اجاگر کریں گے تاکہ پاکستان میں امت مسلمہ کے اصحاب فکر و نظر اپنے علم و تحقیق کی حد تک کسی ایسے مثبت نتیجے پر پہنچ سکیں جو ہمیں کسی مشترک لائحہ عمل تک پہنچا سکے۔

عالم اسلام میں بالعموم اور پاکستان میں بالخصوص مسالک اور فقہی مذاہب ہیں۔ جیسے جعفری، حنفی، مالکی شافعی اور حنبلی وغیرہ۔ فقہ حنفی میں دیوبندی اور بریلوی کی ذیلی تقسیم ہے۔ مگر اصطلاحا" ایک ہی فقہ اور مکتبہ فکر سے تعلق رکھتے ہیں۔ اسی طرح اہل تشیع میں بھی ذیلی تقسیم موجود ہے۔ پاکستان میں شروع ہی سے مختلف مسالک اور مکاتب فکر موجود تھے بقول سید ابوالاعلی مودودی: ہمارے ملک میں بالفعل صرف تین فرقے پائے جاتے ہیں۔

۱۔ حنفی (جو دیوبندیوں اور بریلویوں میں) تقسیم ہونے کے باوجود فقہ حنفی پر متفق ہیں۔

۲۔ اہل حدیث

۳۔ شیعہ

اس مقالے میں پاکستان کے دینی مسالک، بریلوی، دیوبندی، اہل حدیث، شیعہ اثنا عشریہ، زیدیہ اور اسماعیلیہ کو شامل کیا گیا ہے۔ جس میں مسلک کے بارے میں ایک مختصر تعارف کے بعد تمام مسالک کے عقائد و افکار، ان مسالک کی چند مشہور کتب، رسائل و جرائد اور مسلک کے بارے میں بنیادی معلومات دی گئی ہیں۔

ان مسالک کا مختصر تعارف ذیل میں پیش کیا جاتا ہے:-

بریلوی مسلک :

بریلوی مسلک کے بانی مولانا احمد رضا خان ہیں۔ ان کے پیروکار انہیں 'اعلی حضرت اور فاضل بریلوی' کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ مولانا کے آباواجداد کندھار افغانستان کے قبیلہ بڑھیچ جو کے پٹھان تھے۔ مغلیہ دور میں ہندو پاک آئے۔ مولانا احمد رضا خان بریلوی کو (۱۸۵۶ء۔ ۱۹۲۴) اپنا پیشوا تسلیم کرتے ہیں۔ مولانا محمد ایوب قادری تذکرہ علمائے ہند میں بریلوی مسلک اور اس کی نسبت کے بارے میں لکھتے ہیں: یہ مسلک فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خان کے پیروکاروں کی تشکیل ہے۔ 6

بریلوی مسلک کے عقائد:

محمد سرفراز خان صفدر نے اپنی کتاب میں بریلوی مسلک کے عقائد اس طرح بیان کیے ہیں:

بریلوی مکتبہ فکر اہل سنت والجماعت کی بنیاد اسلامی عقائد یعنی توحید خداوندی، انبیاء کی رسالت و نبوت اور ان کی حیات بعد الممات، تمام الہامی کتب و صحائف، فرشتوں، یوم آخرت (جزا و سزا اور جنت و جہنم) اور خیر و شر کی تقدیر پر ایمان لانا ہے۔ بریلوی مسلک میں ادب و احترام اور تعظیم بنیادی شرط ہے-

بریلوی مسلک میں اللہ تعالی کی ذات کو ہر عیب سے پاک ماننا، عصمت رسول و انبیاء، تمام صحابہ کرام اور تمام اہل بیت اطہار کی عظمت و طہارت، اولیاء کرام اور صلحائے امت کو بارگاہ خداوندی سے ملنے والے اعزازات (مثلا کرامات، الہام اور تصرف وغیرہ) کو تسلیم کرنا مسلک اہلسنت کا لازمی عنصر ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے اللہ تعالی کی عطا سے ماکان ومایکون کے علم کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ 7

حنفی مسلک بریلوی مکتبہ فکر کی کوشش زیادہ تر مختلف فروعی، نظریاتی اور ثانوی مسائل میں رہی ہے۔ جن میں سے بعض یہ ہیں: تصور شیخ اور استمداد اہل اللہ مثلا "یا شیخ عبد القادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ، قیام میلاد اور موجودگی دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی کا تصور کرنا۔ مختلف رسوم مثلا فاتحہ خوانی، چہلم، برسی، گیارہویں کی نیاز اور عرس وغیرہ شامل ہیں۔ اہل سنت بریلوی حضرت امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کے پیروکار ہیں۔ امت مسلمہ کو وہ معاملات جو قرآن و سنت کی نصوص سے ثابت ہیں ان کو جائز اور مستحب قرار دیتے ہیں-

---

6 محمد ایوب قادری ،تذکرہ علمائے ہند (کراچی: پاکستان ہسٹاریکل سوسائٹی،ء۔

7 محمد سرفراز خان صفدر، تفریح الخواطر فی ردتنویر الخواطر (گجرانوالا :ادارہ نشر و اشاعت :مدرسہ نصرۃ العمل، ء)،۵۔

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 01 Issue No: 04 (2024)

برصغیر میں ایک تحریک شروع ہوئی جو دوشاخہ تھی، ایک تنقیص رسالت کی شاخ اور دوسری فتنہ انکار نبوت کی شاخ، دونوں کے رد عمل کے طور پر اعلی حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے محبت وعشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وبارک وسلم کی جو تحریک اٹھائی اسے برصغیر کے مسلمانوں کی اکثریت نے قبول کیا اور اس کی حمایت کی۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان و عظمت کے حوالے سے جو غلط فہمیاں برصغیر کے مسلمانوں میں پیدا کی جارہی تھیں انہیں ختم کرنے کے لیے اعلی حضرت فاضل بریلوی نے عشق و محبت کی تحریک میں جذبہ بیدار کرنا شروع کیا اور وہ لوگ جو کسی بھی طرح مرزا قادیانی کے ساتھ ہم نوا تھے ان کی حوصلہ شکنی کی اور اہل اسلام کو اس سے جو خطرہ پیدا ہورہا تھا اسے واضح الفاظ میں بیان کیا اور تنقیص رسالت کے حوالے سے جو کچھ ہورہا تھا شان رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں جو غلط فہمیاں پیدا کی جارہی تھیں اور اہل ایمان کے دلوں سے روح محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نکالنے کے لیے استعمال کیے جانے والے تمام ہتھیاروں، پروپیگنڈوں اور ہتھکنڈوں کا موثر اور بہتر انداز میں دفاع کیا۔

بریلوی مسلک کی چند اہم کتب:

تفسیر/علوم القران:

کنزالایمان، مولانا احمد رضا خان بریلوی

تفسیر منہاج القرآن، ڈاکٹر علامہ طاہر القادری

تبیان القرآن، علامہ غلام رسول سعیدی

التبیان، علامہ احمد سعید کاظمی

تفسیر ضیاء القرآن، مولانا پیر سید کرم شاہ الازہری

حدیث و علوم حدیث :

جامع الحدیث، مولانا احمد رضا خان بریلوی

سنت خیر الانام، پیر کرم شاہ الازہری

امام اعظم اور علم حدیث، مولانا محمد ابراہیم چشتی

تفہیم المسائل، مفتی منیب الرحمان

تذکرہ المحدثین، علامہ غلام رسول سعیدی

سیرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کتب:

سیرت مصطفی جان رحمت، مولانا محمد رضا خان بریلوی

سیرت رسول، علامہ ڈاکٹر طاہر القادری

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 01 Issue No: 04 (2024)

ضیاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم، پیر کرم شاہ الازہری

سیرت رسول عربی، مولانا رسول بخش توکلی

سیرت رحمت للعالمین، مولانا محمد نعیم اللہ خان۔

دیوبندی مسلک:

دارالعلوم دیوبند دیوبندی مسلک میں بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔ مسلک اہل دیوبند کے تمام علماء اور قائدین اپنی فکری اور عقیدتی نسبت دارالعلوم دیوبند ہی کو مانتے ہیں۔ پورے برصغیر پاک و ہند میں اس کی شاخیں پھیلی ہوئی ہیں۔ گزشتہ ایک صدی سے زیادہ عرصے سے برصغیر کے مسلمانوں کو متاثر کیا ہے۔

دیوبندی مسلک کے عقائد :

دیوبندی عقائد میں بنیادی کتب المہند علی المفند سمجھی جاتی ہے جو خلیل احمد سہارنپوری کی کتاب ہے جو انہوں نے حرمین شریفین کے بعض علماء کو ان کے چند سوالات پر دیئے۔ اس کتاب کو ہر دور کے اکابر علمائے مسلک دیوبندی کی تائید حاصل رہی ہے۔ اسی کتاب کے اندر خلیل احمد سہارنپوری اپنے مسلک کو یوں بیان کرتے ہیں:

"جاننا چاہیے کہ ہم اور ہمارے مشائخ اور ہماری ساری جماعت بحمد اللہ فروعات میں مقلد ہیں۔ مقتدائے خلق حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کے اوراصول و اعتقادات میں پیرو ہیں امام ابو الحسن اشعری رحمتہ اللہ علیہ اور امام ابو منصور ماتریدی رحمتہ اللہ علیہ کے اور طریقہ ہائے صوفیاء میں ہم کو انتساب حاصل ہے سلسلہ عالیہ حضرت نقشبندیہ اور طریقہ زکیہ مشائخ چشت اور حضرات قادریہ اور طریقہ مرضیہ مشائخ سہروردیہ رضی اللہ عنھم کے ساتھ-8

مسائل اعتقادیہ میں اہلسنت والجماعت کے دو گروہ ہیں۔

اشاعرہ9

اورماتریدی10

8 خلیل احمد سہارنپوری ،المہند علی المفند(لاہور : ادارہ اسلامیات ،۱۹۸۴) ۲۹۔

9 امام ابو الحسن اشعری رحمہ اللہ علیہ کی طرف منسوب مکتبہ فکرہے جو چاروں سے ابو موسی اشعری صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہ وسلم کی اولاد سے ہیں۔ ان کے کلامی نظریات کو ماننے والوں کو اشاعرہ کہا جاتاہے ۔

10 امام ابو منصور ماتریدی کی طرف منسوب مکتب فکرہے۔ جو تین واسطوں سے امام محمد بن حسن شیبانی کے شاگرد ہیں جو امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کے شاگرد اور امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کے استاد ہیں ۔ان کے کلامی نظریات کو ماننے والوں کو ماتریدیہ کہا جاتا ہے۔

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 01 Issue No: 04 (2024)

اصول دین اور ان سے متعلق مسائل دین اور مسائل اعتقادیہ میں ان دونوں بزرگوں نے بڑی تحقیق و تدوین کی ہے۔ دلیل نقلی اور عقلی کے ذریعے عقائد اسلام کو ثابت کر کے ملاحدہ اور زنادقہ کے اعتراضات اور نظریات کا حل دلیل عقلی اور نقلی سے حل فرمایا، جس سے صحابہ و تابعین کا مسلک خوب روشن اور عیاں ہو گیا۔ اسی لیے مذہب اہل سنت والجماعت انہی دو بزرگوں میں محصور ہو کے رہ گیا۔ اصول دین اور مسائل دین میں ان دونوں بزرگوں کے درمیان کوئی اختلاف نہ تھا۔ امام ابو منصور ماتریدی اور امام ابو الحسن اشعری کے بعد امام مالک امام احمد امام شافعی کے ہمنواؤں نے اپنا نام اشعریہ قرار دیا اور امام ابو حنفیہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہمنوا اپنے آپ کو ماتریدیہ کہنے لگے۔ بلاشبہ ان دونوں گروہوں کا مسلک وہی ہے جو صحابہ و تابعین اور ائمہ مجتہدین سے ثابت شدہ ہے۔

"مسائل اعتقادیہ میں امام ابو منصور ماتریدی اور امام ابو الحسن اشعری کے ان دونوں بزرگوں کے درمیان صرف بارہ مسائل میں اختلاف ہے۔ اور وہ نزاع حقیقی نزاع نہیں بلکہ لفظی اور صوری نزاع ہے۔ اور وہ بھی ایسے مسائل ہیں جن کی کتاب و سنت میں کوئی تصریح نہیں اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہ اجمعین سے اس بارے میں کوئی واضح چیز منقول نہیں"-11

دیوبند سے مراد صرف وہی افراد نہیں جنہوں نے دارالعلوم دیوبند میں تعلیم و تدریس حاصل کی ہو یا تبلیغ کا سلسلہ جاری رکھا ہو بلکہ ان سب کا نظریہ حضرت امام شاہ ولی اللہ دہلوی کی تعلیمات سے منسلک ہے۔ علمائے دیوبند اپنے مسلکی تعلیمات کے لحاظ سے مکمل طور پر اہل سنت والجماعت ہیں۔ جس کی اساس قرآن و سنت اور فقہاء کرام پر قائم ہے۔ مسلک دیوبند کا اصل و اصول توحید و عظمت رسالت ہے۔ جو تمام رسولوں کا دین رہا ہے۔ مسلک دیوبند کی پہلی اصل توحید خداوندی پر زور دینا ہے جس میں کسی قسم کے شرک کی آمیزش نہ ہو سکے اور کسی غیر اللہ کی اس میں کوئی شرکت نہ ہو۔ دیوبندی مسلک میں قرآن اور سنت کو اختیار کرتے ہوئے نیک اعمال کی دعوت دی جاتی ہے۔ غیر اسلامی رواج کی حوصلہ شکنی ہوتی ہے۔ غیر اسلامی رسومات کو روکنے کے لیے ان کے علماء نے بہت سی علمی کاوشیں کی ہیں۔

علمائے دیوبند کی مشہور کتب:

بیان القرآن، اشرف علی تھانوی

معارف القرآن، مفتی محمد شفیع عثمانی

معارف القرآن، مولانا ادریس کاندھلوی

اللہ یار خان، عقائد و کمالات علمائے دیوبند، ادارہ نقشبندیہ اویسیہ دارالعرفان، منارہ ۱۹۹۹

علامہ آلوسی، روح المعانی، مکتبہ امدادیہ ملتان

مفتی محمد طاہر مسعود، عقائد اہل سنت والجماعت، مدلل، خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ، کندیاں، ۲۰۰۹ء

مولانا سرفراز خان صفدر، راہ سنت

11 خلیل احمد سہارنپوری ،المہند علی المفند(المیزان ناشران و تاجران کتب، لاہور ،۲۰۰۵ء) ص۴۰۔

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 01 Issue No: 04 (2024)

مولانا عزیز الرحمان حقانی، عقائد اہل سنت والجماعت
حکیم اختر، براہین قاطعہ وغیرہ شامل ہیں۔

مسلک اہل حدیث کا تعارف:

قرآن مجید اور حدیث مسلک اہل حدیث کی اولین بنیادوں میں شامل ہیں۔ انہیں دو ستونوں پر مسلک اہل حدیث کی بنیاد ہے۔ اور یہ دونوں ستون نئے نہیں بلکہ اسلام کی بنیاد بھی انہی دو ستونوں پر رکھی گئی ہے۔ اس مسلک اہلحدیث کی پیدائش دوسری صدی ہجری کے اواخر اور تیسری صدی سے دیکھنے میں آئی ہے۔

ابراہیم میر سیالکوٹی اپنی مشہور کتاب تاریخ اہل حدیث میں رقمطراز ہیں: "یہ مخصوص مسلک خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں بھی موجود تھا اور بعد میں ہر دور میں ہمیشہ موجود رہا۔"12

علمائے اہل حدیث اپنا نقطہ نظر بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ: "یہ کوئی نئی تحریک نہیں ہے بلکہ کتاب و سنت کی وہی تحریک ہے جو عہد نبوی اور عہد صحابہ سے چلی آرہی ہے۔"13

اسی لیے صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کو اسلاف کہا جاتا ہے۔ اسی وجہ سے اہل حدیث اپنے آپ کو سلفی کہلاتے ہیں۔ اہل حدیث کسی ایک فقہ کی تقلید کو نہیں مانتے بلکہ وہ قرآن و سنت سے براہ راست استفادہ کرنے کے قائل ہیں۔

مسلک اہل حدیث کا آغاز برصغیر پاک و ہند میں بیسویں صدی کے شروع میں ایک تحریک کی صورت میں شروع ہوا؛ چنانچہ آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس کے نام سے ایک ملک گیر تنظیم دہلی میں قائم ہوئی، جس کی وجہ سے مکتبوں اور درس گاہوں کے قیام اور جلسوں کے ذریعے پورے ملک میں مسلک اہل حدیث کو عام کیا جائے۔ برصغیر پاک و ہند میں اہل حدیث کے قیام سے پہلے اہل سنت کلام میں اشعری اور ماتریدی کے مقلد تھے۔ وہابی فرقہ کے بانی کا تعلق دمشق کے حنبلی علماء سے تھا وہ ابن تیمیہ اور ابن القیم الجوزیہ کی تعلیمات سے بہت حد تک متاثر تھے۔ اسی وجہ سے وہابی عقیدے کے اصول بھی وہی ہیں جن کے لیے یہ جلیل القدر حنبلی علماء عمر بھر لڑتے رہے۔ شروع شروع میں علمائے اہل حدیث نے اس نظریہ پر کوئی دوسرا نقطہ نظر اختیار نہ فرمایا بلکہ آہستہ آہستہ انھوں نے اپنے عقائد اور کلام میں امام ابن تیمیہ اور امام ابن قیم کے طریقہ کار کو اختیار کر لیا۔ قرون وسطیٰ میں انہوں نے عقائد کی اصلاح کے لیے اپنے اپنے نظریات کو پیش کیا۔ مسلک اہل حدیث کے علماء دین میں رائے اور قیاس کے اصول کو نہیں اپناتے۔ اور اللہ تعالی کو ہر قسم کی تجسیم و تشبیہ کی ہر صورت سے مبرا و پاک سمجھتے ہیں۔

12 ابراہیم سیالکوٹی، تاریخ اہل حدیث (لاہور: اسلامی پبلشنگ کمپنی ۵ء)۔

13 ابراہیم سیالکوٹی، تاریخ اہل حدیث (لاہور: اسلامی پبلشنگ کمپنی ۵ء)۔

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 01 Issue No: 04 (2024)

مسلک کے اہل حدیث کے عقائد:

سلفی اپنے آپ کو عملا اہل سنت ہی کہلواتے ہیں۔ اور مذہب کے لحاظ سے اہل حدیث کہتے ہیں۔ اہل حدیث کا طریقہ یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے طریقے کو لازم پکڑیں اور ان کی ہی پیروی کریں اور بدعت کو چھوڑ دیں۔ کیونکہ ہر بدعت گمراہی ہے۔ شیخ محمد اکرام اپنی کتاب "موج کوثر" میں سلفی عقائد کا تعارف کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

"اسلامی روایات کو برقرار رکھنے، دوسرے مذاہب کا مقابلہ کرنے اور رد شرک و بدعت میں یہ جماعت سب سے آگے ہے۔ مسلمانوں کو فضول رسموں سے بچانے بیاہ، شادی، ختنے اور تجہیز و تکفین کی فضول خرچی سے روکنے اور پیرپرستی اور قبرپرستی کے نقائص دور کرنے میں بھی اس جماعت نے بڑا کام کیا ہے۔ اور اگر یہ لوگ جزوی اختلافات اور فروعی باتوں پر اپنا زور صرف کرنے کے بجائے اپنے آپ کو بنیادی اصلاحوں اور رسوم و اخلاق کی درستی کے لیے وقف کر دیں۔ اور معمولی باتوں پر کفر کے فتوے جاری نہ کر دیا کریں۔ تو انہیں اپنے نام میں بڑی کامیابی حاصل ہو اور قومی زندگی میں ان کا مرتبہ بلند ہو جائے۔"14

پورے ملک پاکستان میں اہل حدیث فقہی، علمی و تحقیقی خدمات کو بہتر طور پر انجام دے رہے ہیں۔

مسلک اہل حدیث کی چند کتب:

تفسیر القرآن، مولانا علی قصوری (م۱۳۰۶ھ)

تفسیر آیات الاحکام، مولانا نواب صدیق حسن خان (م۱۳۰۷ھ)

تفسیر ثنائی، مولانا ثناء اللہ امرتسری

تبویب مسند امام احمد بن حنبل، مولانا حافظ عبد الحکیم نصیر آبادی

ترجمہ و شرح جامع ترمذی، ترجمہ و شرح سنن ابن ماجہ، مولانا بدیع الزمان حیدرآبادی

رحمت للعالمین، مولانا قاضی محمد سلیمان منصورپوری

الرحیق المختوم (عربی و اردو)، مولانا صفی الرحمٰن مبارکپوری

مولانا عبد الرشید عراقی، برصغیر (پاک و ہند)

ماہنامہ ترجمان الحدیث فیصل آباد، مدیر فاروق الرحمن یزدانی

ماہنامہ الاخواۃ، مدیر اعلی ابتسام الہی ظہیر

ماہنامہ نداء الاسلام، پشاور، مدیر اعلی مقصود احمد سلفی

ماہنامہ الحرمین، لاہور، زیر نگرانی مولانا حافظ محمد سعید

---

14 محمد اکرام، موج کوثر، لاہور فیروز سنز، ۵۔

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 01 Issue No: 04 (2024)

مسلک اہل تشیع:

اہل سنت کے بعد شیعہ یا اہل تشیع مسلمانوں کا بڑا مسلک ہے۔

شیعہ مسلک سے مراد وہ لوگ ہیں جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنا امام تسلیم کرتے ہیں۔ یہ سوال اہمیت رکھتا ہے کہ اس مسلک کی ابتدا کیسے ہوئی اور کہاں سے ہوئی؟ اور کیا اسباب تھے جس کی وجوہات پر اہل تشیع نے ایک مسلک کی صورت اختیار کی اور تاریخ کے مختلف دور سے گزرتا ہوا یہ مسلک آج بھی پورے عالم اسلام میں ایک خاص اہمیت رکھتا ہے۔ امام الاشعری نے شیعہ کے عقائد کی سب سے معتبر تعریف یوں بیان کی ہے۔ رقمطراز ہیں: ترجمہ پیش خدمت ہے "حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پیروکار ہیں۔ خاص طور پر امامت و خلافت کے حوالے سے نص اور وصیت کے قائل ہیں۔ اور ان کا اعتقاد یہ ہے کہ امامت ان کی اولاد کے سوا کسی کے لئے جائز نہیں۔ اگر ظلم و تعدی سے کسی غیر کو امام بنادیا گیا تو یہ ظلم ہو گا۔ وہ کہتے ہیں کہ امامت مصلحت کی بنیاد پر نہیں جس کو عوام الناس اختیار کریں بلکہ یہ امامت دین کا ایک رکن اور حکم ہے۔"15

خلافت و ملوکیت کے مصنف سید مودودی اپنی کتاب میں یوں لکھتے ہیں: "حامیان علی رضی اللہ تعالی عنہ کا گروہ ابتدا میں شیعان علی کہا جاتا تھا بعد میں اصطلاحا انہیں صرف شیعہ کہا جانے لگا"-16

شیعہ مسلک کے عقائد:

اہل تشیع عقائد و فقہ کے تمام مسائل میں قرآن و سنت اور اہل بیت کو بنیادی ماخذ تصور کرتے ہیں۔ شیعہ مسلک کے مطابق اسلام چند عقائد و اعمال کا مجموعہ ہے۔ جس کے اساسی عقائد کو اصول اور بنیادی اعمال کو فروع اور ارکان اسلام کہا جاتا ہے۔ اہل تشیع کے اصول دین پانچ ہیں۔

" **اصول الدين ،العقائد الاساسية،وهي اجمالا التوحيد ،والنبوة ،والعدل، والا اما مة، و المعاد"17**

"اصل دین جو اساسی عقائد ہیں وہ اجمالا توحید، نبوت، عدل، امامت اور معاد (آخرت) ہیں"-

الکاشف الخطاء لکھتے ہیں:

"جہاں تک اثنا عشریہ عقائد کا تعلق ہے ان کے بنیادی اصول پانچ ہیں۔ (۱) خالق کی معرفت (۲) اس کے مبلغ کی پہچان (۳) مسائل عبادت اور طریق عمل کی پہچان (۴) نیکیوں کا حصول اور برائی سے اجتناب (۵) معاد اور سزا و جزا کا اعتقاد"۔18

---

15 ابو الحسن الاشعری، مقالات الاسلامیین و اختلاف المصلین (بیروت: المکتبه العصریه، ۵۴ھ)۔

16 سید مودودی ، خلافت و ملوکیت (لاہور: ادارہ ترجمان القرآن ، ۴ء)، ص، ۰۔

الصفدی ،صلاح الدین خلیل بن ایبک ،وافی بالوفیات، دار الفکر الطباعة والنشر ولتوزیع، بیروت، اولی ۲۰۰۵ء ص: 17۔

18 احمد فتح الله ،الفاظ الفقه الجعفری (الدمام: منشورات مرکز اسلامی ،۴۵ھ) ،ص، ۰4۔

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 01 Issue No: 04 (2024)

امام جعفر صادق علیہ السلام ایک علمی و عملی بلند مرتبہ شخصیت کے مالک تھے۔اہل تشیع مسلک کے فروغ میں اہم مقام رکھتے ہیں۔آپ علیہ السلام کی علمی حیثیت کا اندازہ یوں لگایا جاسکتا ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ ،امام مالک بن انس،سفیان بن عینیہ ،سفیان ثوری، شعبہ بن حجاج،اور فضیل بن عیاض جیسے فقہاء و محدثین آپ کے شاگردوں میں شامل تھے۔

مسلک جعفری کو فقہ اہل بیت بھی کہتے ہیں۔کیوں کہ اس کی بنیاد آثار اہل بیت علیہ السلام پر رکھی گئی ہے۔اس مسلک کو پہچان امام جعفر صادق علیہ السلام کی سبب سے ملی ہے۔آپ کا نام جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی علیہ السلام ہے۔80ہجری میں آپ کی پیدائش مدینہ منورہ میں ہوئی۔امام جعفر صادق علیہ السلام حدیث، فقہ اور تفسیر کے بہت بڑے عالم تھے۔ایک بہت کثیر تعداد میں فقہاء و محدثین نے آپ سے علم کا فیض حاصل کیا-" امام جعفر صادق علیہ السلام کے بارے میں امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ خدا کی قسم میں نے آپ سے بڑا کوئی فقیہ میں نے نہیں دیکھا-"19

جس طرح اہل سنت میں کچھ فرقے موجود ہیں اسی طرح شیعہ میں بھی کچھ فرقے پائے جاتے ہیں۔ان میں چند درج ذیل پیش کیے جاتے ہیں

۔

1- فرقہ امامیہ اثناء عشری

2-شیعہ زیدیہ

3- شیعہ اسماعیلیہ

فرقہ امامیہ اثناعشریہ:

شیعہ فرقوں میں یہ سب سے بڑا فرقہ ہے۔اس فرقہ کے عقیدہ کے مطابق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کے متعلق خلافت کی وصیت کی تھی۔اس امامیہ اثناعشریہ فرقہ کے مطابق حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کے بعد ان کی امامت فاطمی اولاد میں ہی ہوگی۔ فرقہ بارہ ائمہ کا قائل ہے۔یہ فرقہ ان بارہ آئمہ حضرات کو معصوم عن الخطا اور ان کی معرفت کو اپنا اصول مانتے ہیں ۔اس فرقہ کے مطابق سب سے زیادہ مشہور مجتہد امام حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ہیں۔جن کی وجہ سے یہ فرقہ ان کی طرف منسوب ہے۔اس فرقہ کے بارہ امام حسب ذیل درج ذیل ہیں:

حضرت علی بن ابی طالب(م /20رمضان40ھ)

حضرت امام حسن(م50ھ)

حضرت امام حسین(م61ھ)

حضرت علی زین العابدین(م۹۴ھ)

محمد حسین آل کاشف الغطاء "اصل الشیعه و اصولها کامقارنه مع المذاهب الاربعه" ص 19۔

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 01 Issue No: 04 (2024)

امام ابو جعفر محمد باقر(م113ھ)

امام ابو عبد اللہ جعفر صادق(م148ھ)

امام موسی کاظم(م183ھ)

امام ابو الحسن علی رضا(م202ھ)

امام ابو جعفر محمد جواد(م220ھ)

امام علی ہادی(م252ھ)

امام ابو محمد حسن عسکری(م260ھ)

امام محمد (مھدی منتظر)260ہجری میں غائب ہوئے۔

زیدیہ شیعہ

زیدیہ امام حضرت زید بن علی کی امامت کے ماننے والے ہیں۔یہ فرقہ اہل سنت والجماعت کے قریب سمجھا جاتا ہے۔کیونکہ امام زید بن علی واصل بن عطاء کے شاگردوں میں سے تھے اور ان پر ان کی تعلیم کا بہت زیادہ اثر تھا۔زیدیہ خلفائے ثلاثہ کی خلافت کا بھی قائل ہے۔ان کے عقیدے کے مطابق افضل کے ہوتے ہوئے مفضول کی امامت بھی جائز ہے۔زیدیہ فرقہ کے مطابق ایک ہی وقت میں دو مختلف جگہوں میں الگ الگ دو امام بھی ہوسکتے ہیں۔اس فرقہ کے مطابق کبیرہ گناہ کا جو مرتکب ہوتا ہے وہ ابدی جہنمی ہے جب تک کہ وہ مکمل طور پر توبہ النصوح نہ کرے۔

اسماعیلی شیعہ:

اسماعیلی شیعہ حضرت اسماعیل رحمتہ اللہ علیہ کی امامت کے قائل ہیں۔ان کا ماننا یہ ہے کہ منصب امامت موسی کاظم رحمہ اللہ علیہ کی طرف منتقل نہیں ہوئی بلکہ حضرت اسماعیل رحمتہ اللہ علیہ امام ہوئے۔اسی وجہ سے یہ فرقہ اسماعیلیہ کہلاتا ہے۔اس فرقہ کا دوسرا نام اس کو فرقہ باطنیہ بھی کہا جاتا ہے۔اسماعیلیہ شیعہ عقیدہ کے مطابق امام کسی کے سامنے بھی جواب دے نہیں ہے۔چاہے امام کیسے ہی افعال سر انجام دے،امام کے افعال پر کوئی نقطہ چینی یا تنقید نہیں کر سکتا۔

پاکستان میں اہل تشیع کے مندرجہ بالا فرقوں کے ماننے والے زیادہ تعداد میں پائے جاتے ہیں۔مگر ان کے علاوہ بھی اہل تشیع کے اور بہت سے فرقے دنیا میں پائے جاتے ہیں۔لیکن میں نے اپنے اس تحقیقی مقالے میں صرف پاکستان میں جو اہل تشیع کے مختلف فرقے پائے جاتے ہیں ان کا تذکرہ کیا ہے–

مسلک اہل تشیع کی چند مشہور کتب:

علامہ فرمان علی، تفسیر القرآن –

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 01 Issue No: 04 (2024)

علامہ طالب جوہری، تفسیر القرآن۔
محسن علی نجفی، تفسیر القرآن ۔
سید شریف رضی، نہج البلاغہ ۔
علامہ رضی جعفر، تفسیر نہج البلاغہ۔
محمد حسین طباطبائی، المیزان فی تفسیر القرآن۔
محمد ابن بابویہ قمی، من لایحضر الفقیہ۔
محمد ابن یعقوب الکلینی، کتاب الکافی۔
شیخ محمد سید علی حسین سیستانی، توضیح المسائل۔
شیخ محمد طوسی، العدہ فی اصول الفقہ، بمبئی، انڈیا، ۱۳۱۲ھ۔
طوسی، تہذیب الاحکام۔
سید مرتضی، الذریعہ الہ اصول الشریعۃ، تہران ایران۔

مسلکی و فرقہ ورانہ شدت پسندی کے محرکات اور اثرات:

فروعی و فقہی مسائل میں علمی و نظریاتی اختلاف کا ہونا ناگزیر ہے، یہ ہر زمانہ میں ہوتا رہا ہے اور ہوتا رہے گا۔ علمی اختلاف کا موجود ہونا دراصل جستجو و تحقیق اور علومِ دین میں دلچسپی کا مظہر ہے۔ یہ معاشرتی تنوع کا اظہار بھی ہے جس کی بدولت معاشرے اور اقوام پروان چڑھتی ہیں۔ باشعور معاشروں میں اپنا موقف پوری وضاحت کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے، اختلافی خیالات و نظریات کو برداشت کیا جاتا ہے، مخالف کی غلطی اس پر واضح کی جاتی ہے اور اپنی آراء وخیالات کی قبولیت یا عدمِ قبولیت کو افرادِ معاشرہ کی مرضی پر چھوڑ دیا جاتا ہے۔ ہمارے اسلاف بھی اسی انداز پر عمل کرتے رہے ہیں۔ سب فقہی مذاہب و مسالک اپنے نظریات وخیالات کو ثابت کرنے کے لیے قرآن و سنت، اجتہاد و قیاس سے ہی استفادہ کرتے ہیں، اختلاف کی وجہ فقہی اصول و شرعی ضوابط سے تخریج و تنقیح کا ہے یا نصوص کی تفسیر اور تاویل و تشریح کا ہے۔ علمی اختلاف کی وجہ سے کسی کو لعن طعن کرنا، الزام تراشی کرنا، شدت پسندی کرنا، اختلافِ رائے پر قتل و غارتگری کرنا، جبر و ظلم کی طاقت سے اپنے نظریات وخیالات کو منوانا حرام ہے۔

فقہی و مسلکی اختلافات میں شدت پسندی:۔

معروف چاروں فقہاء کرام، امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ، امام مالک رحمتہ اللہ علیہ، امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ، اور امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ کی وہ تعلیمات جو قرآن اور سنت کے نصوص کی تشریح اور خداوندی احکام کی تفہیم میں نقل کیے گئے ہیں، انہی احکامات کو مسلک سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ ان ائمہ اربعہ کی آراء میں باہم اختلاف پایا جاتا ہے جس کی وجہ سے ان کے پیروکاروں میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 01 Issue No: 04 (2024)

،اسی وجہ سے کئی فرقوں اور مسلکوں میں بٹ گئی ہے۔ تاہم آئمہ کرام اور فقہاء کرام نئے قرآن اور سنت غور و فکر کرتے ہوئے اللہ تعالی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضا کو پانے کی بھرپور جدوجہد کی ہے اور اس پر تمام ائمہ کرام اجر وثواب کے مستحق ہیں۔ مگر ان فقہاء کرام میں سے کسی ایک امام کا بھی دعوی نہیں تھا اسی کا مسلک مکمل طور پر حق پر ہے اور دوسرے ائمہ کا قول غلط ہے۔لہذا صرف میرے ہی فرقے کی ہر صورت میں پیروی کو ضروری سمجھا جائے۔اور دوسرا امام کی مخالفت کی جائے۔ مگر عصر حاضر میں پاکستان میں مسلمانوں کا یہ حال ہے کہ انہوں نے ایک امام کے نقطہ نظر کو ہر صورت واجب قرار دے لیا ہے اور دوسرے مسلک کے نظریات کی مخالفت کو واجب سمجھ لیا ہے۔اس کی وجہ سے مذہبی عصبیت پیدا ہوئی اور ایک دوسرے کے خلاف نفرت اور محاذ آرائی کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ مسلمانوں کے درمیان مسلکی عصبیت اتنی زیادہ بڑھ گئی ہے کے اس سے کچھ اسلامی تعلیمات مجروح اور متاثر ہونے لگی ہیں۔ اسلام میں تمام مومنوں کو ایک دوسرے کا بھائی کہا گیا ہے مگر مسلکی عصبیت کی وجہ سے اپنے ہمنواؤں کو یہ بتایا ہے کہہ یہ ساری تعلیمات اپنے ہم مسلکوں سے متعلق ہیں۔اور دوسرے فرقہ والوں سے ویسا ہی سلوک کرنا بجا ہے جیسا کہ ذمیوں اور غیر مسلموں سے برتاؤ کیا جاتا ہے ۔حالانکہ اسلام ذمیوں اور غیر مسلموں کے حقوق کو بھی واضح کر دیا ہے لیکن مسلکی شدت پسندی اس سے بھی آگے بڑھ گئی ہیں اور اب دیگر فرقوں والے ذمیوں اور غیر مسلموں جیسے سلوک کے مستحق بھی نہ رہے۔یہی وجہ ہے کہ ملک پاکستان میں فساد وانتشار کو فروغ حاصل ہے اور اس وجہ سے کچھ افراد سرے سے مسلک کو ہی ملت کا انتشار گردانتے ہیں۔

پاکستان میں عصر حاضر کے چیلنجز میں سب سے اہم ترین اتحاد باہمی کا فقدان ہے جو کہ اور زیادہ بڑھ رہا ہے۔ عصر حاضر میں مذہبی اتحاد ایک ناقابل انکار ضرورت ہے۔اتحاد باہمی ایک ایسی ضرورت ہے جو گروہی تعصب، قومی و نسل پرستی اور فرقہ وارانہ تنگ نظری کی وجہ سے عمل میں نہیں لائی جا سکی۔ جبکہ اندرونی و بیرونی سازشی عناصر بھی پاکستان میں اتحاد باہمی کی رکاوٹ ڈالتے نظر آتے ہیں۔ان کے باہمی قومی اور مذہبی اختلافات نے دیگر قوموں سے پیچھے چھوڑ دیا ہے۔ ذیل میں باہمی اتحاد کے فقدان کی کچھ وجوہات بیان کی جاتی ہیں۔

نظریاتی اختلافات میں شدت پسندی:

عصر حاضر میں پاکستان میں نظریاتی اختلافات عروج پر ہے۔انہیں نظریاتی اختلافات کی وجہ سے پاکستان میں مسلمانوں کی الگ الگ جماعتیں پیدا ہو رہی ہے اور ہر جماعت یا گروہ اپنے اپنے خیالات و نظریات پر سختی سے کاربند ہے اور اپنے آپ کو برحق اور دوسروں کو باطل قرار دیتا ہے۔ نظریات وخیالات کا اختلاف ایک طرف، مگر اس کی وجہ سے اتحاد ملی کو ٹکڑے ٹکڑے کرنا کہاں کی عقلمندی ہے ؟

غرور اور تکبر:

عصر حاضر میں پاکستان میں عصبیت و تنگ نظری نے ڈیرے جما لئے ہیں۔ مسلمانان پاکستان اپنے اس عظیم درس کو بھلا بیٹھے ہیں جو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آخری خطبہ میں بیان فرمائے تھے۔"تم سب آدم سے ہو اور آدم علیہ السلام مٹی سے بنائے گئے ہیں ۔کسی گورے کو کالے پر اور کسی عربی کو عجمی پر کوئی فضیلت نہیں بلکہ اللہ کے نزدیک شرافت وعظمت والا وہی ہے جو سب سے بڑا متقی ہے

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 01 Issue No: 04 (2024)

"۔ لیکن آج مسلمانان پاکستان عصبیت اور نسل پرستی میں اس طرح گرفتار ہو رہے ہیں کے اس سے نکلنا محال نظر آتا ہے۔ عصبیت پسندی اتحاد باہمی میں بڑی رکاوٹ ہے۔

یہ بھی ایک بہت بڑا المیہ ہے کے آج ہر شخص خود کو فلسفی، رہبر قوم وملت اور علامہ وقت سمجھتا ہے۔ ان کے اندر یہ تکبر اور فخر کا جذبہ کار فرما ہے کہ وہ کسی سے کم نہیں۔ ہمارے ہاں ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو اپنی شہرت کے لئے اختلافات کو لگاتے ہیں اپنی شہرت کے نشے میں انہیں کسی کی پرواہ نہیں۔

احکام دین سے لاپرواہی:

شدت پسندی کے فروغ کی ایک اہم وجہ احکامات دین سے دوری ہے۔ دینی اسلوب سے بے رغبتی عام ہوتی جارہی ہے۔ جدید معاشرے میں دینی احکامات کو محض رسم ورواج کا درجہ دیا جاتا ہے۔ اس لیے اب خاص معاملات میں دین کے احکام کی پیروی ہوتی ہے۔ جب تک دینی تعلیمات سے واقفیت نہ ہوگی قومی اتحاد کی جدوجہد کار آمد نہیں ہو سکتی۔ پاکستان میں شدت پسندی کے خاتمے اور باہمی اتحاد کی فضا قائم کرنے کے لئے دینی احکامات کو عام کیا جائے، عام انسان تک اسلام کا پیغام اتحاد پہنچایا جائے۔

کفر کا فتوی دینے سے گریز:

کسی بھی فرد میں ایک وجہ بھی ایمان کی ہو اسے کافر قرار نہ دیا جائے، تکفیری رجحان قرآن اور سنت کی علامات کی نفی ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات مقدسہ میں کسی کی تکفیر نہیں کی گئی بلکے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد یہ بغض وعناد اور تعصب کی بنا پر ذاتی مقاصد اور اہداف کو حاصل کرنے کے لئے استعمال کیا گیا۔ مسلمانوں کے درمیان تفرقہ کی بنیاد اصولی نہیں ہے بلکہ سماجی اور مذہبی اسباب کی بنا پر ہے کیونکہ تعلیمات اسلامی کچھ نام نہاد فرقوں کے نظریات وخیالات کے برعکس خادم اور تکفیر کا مجھ سے بات کرتی ہیں اور مسلمانوں کو باہمی اختلافات کو ختم کرنے، امن ومحبت، اتحاد رواداری کا درس دیتی ہیں۔ تمام مذاہب اسلامی کے لحاظ سے توحید اور اصول دین کا زبانی اقرار کرنے والا ہر انسان مسلمان ہے اور اس کی عزت وآبرو محترم ہے، بغیر علمی اور ظاہری دلیلوں سے اسے مرتد یا کافر نہیں قرار دیا جاسکتا اور نہ ہی اسے واجب القتل قرار دیا جاسکتا ہے۔

مشترکہ دشمن کی پہچان اور اس کا سدباب:

عصر حاضر میں پاکستان کو مشترکہ دشمنوں کی طرف سے معاشرتی، سیاسی، اقتصادی ثقافتی اور مذہبی لحاظ سے سخت قسم کے خطرات لاحق ہیں ۔ دشمن پاکستان اپنی ثقافتی یلغار کے ذریعے نوجوان نسل کے ذہنوں میں مختلف شکوک وشبہات ادا کرنے کی بھرپور جدوجہد کر رہا ہے ۔ موجودہ دور میں اسلامی سوچ وفکر کو دبایا جارہا ہے۔ اس لیے پاکستان میں علماء کرام، دانشوروں اور مفکرین پر ضروری ہے کہ وہ قوم وملک کی حفاظت کے لیے شدت پسند دشمن اور اس کی سرگرمیوں سے اگاہ رہے ہیں اور اس مشترکہ دشمن کا مقابلہ کرنے کے لیے متحدہ محاذ تشکیل دیں۔ شدت پسندوں کے خلاف یہ محاذ اتحاد واتفاق کا مظہر ہو گا اور ملک وقوم کے اتحاد کی طرف ایک بہتر قدم شمار کیا جائے گا۔

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 01 Issue No: 04 (2024)

مشترکہ عوامل پر توجہ اور عمل:

ایک اہم نکتہ جو مسلمانوں کو اتحاد و اتفاق فراہم کر سکتا ہے یہ ہے کہ تمام مذہبی مسلکوں اور فرقوں کو اپنے مشترکات پر وجہ کرنا چاہیے کیونکہ اگر غور کیا جائے اور ان کے مشترکات بہت زیادہ ہیں اور اختلافات بہت تھوڑے ہیں۔ مگر افسوس مسلمانوں نے مشترکہ عقائد اور اصولوں کو نظر انداز کر رکھا ہے۔ توحید رسالت نماز روزہ حج زکوٰۃ جہاد کی قبلہ قرآن اور بہت سے مشترکہ عوامل ہیں جو مسلمانوں میں اتحاد و اتفاق کا موجب بن سکتے ہیں لیکن افسوس عصر حاضر میں مسلمانوں نے مشترکہ عوامل کو ایسے نظر انداز کر دیا ہے جیسے یہ امور ہیں ہی نہیں۔

اسلام امن و محبت کا درس دیتا ہے۔ کسی بھی معاشرہ کو اسلامی فلاحی معاشرہ بنانے کے لیے اتحاد و اتفاق اور محبت و امن اس کی بنیادی تعلیمات ہیں۔ اسلامی فلاحی معاشرہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ جب افراد معاشرہ میں مذہبی ہم آہنگی پیدا ہو ان میں اتحاد اور اتفاق ہو ۔پاکستانی معاشرے میں بگاڑ کی اصل وجہ جہالت ولاعلمی میں دوسرے مسالک کے بارے میں غلط فہمیاں غلط نظریات اور افواہیں شامل ہیں ۔پاکستان کے معاشرتی اور سماجی مسائل میں سے ایک اہم بنیادی اور بڑا مسئلہ فرقہ پرستی ہے۔ فرقہ پرستی کی زیادہ تر وجوہات سیاسی اور معاشرتی لحاظ کی ہیں تاہم کچھ چیزیں اس میں علمی نوعیت کے لحاظ سے بھی شامل ہیں جن کو صرف علماء تک ہی محدود رہنا چاہیے۔ نامناسب رویوں اور مکالماتی انداز کے بجائے مناظرانہ اور شدت پسندانہ طرز نے ہمارے معاشرے کے اخلاقی معیار کو پست اور کمزور کر دیا ہے ۔پاکستان میں شدت پسندی کے تناظر میں اس مقالے کا مرکزی موضوع یہی رہے گا کہ ان اصولوں کی نشاندہی کی جائے جن پر فرقہ وارانہ ہم آہنگی کی بنیادیں استوار ہو سکیں اور فرقہ پرستی کا خاتمہ ہو سکے۔ اس مقالہ میں ہم اختلافات کی بجائے مشترکات کا جائزہ لیں گے اور اس کی اہمیت کو اجاگر کریں گے تاکہ پاکستان میں امت مسلمہ کے اصحاب فکر و نظر اپنے علم و تحقیق کی حد تک کسی ایسے مثبت نتیجے پر پہنچ سکیں جو ہمیں کسی مشترک لائحہ عمل تک پہنچا سکے۔

قیام پاکستان کے وقت ان مسلکی فرقوں میں اختلافات ہونے کے باوجود مذہبی رواداری نمایاں تھی آپس میں ادب و احترام محبت و امن اور آشتی کا رشتہ استوار تھا۔ تمام مسلک اپنے اپنے عقائد و خیالات کے مطابق عمل کرتے تھے۔ کوئی مسلک کسی دوسرے مسلک کی توہین نہیں کرتا تھا۔ ۱۹۸۰ کی دہائی میں ان مسلکی اختلافات کو ابھارا گیا۔ ان اختلافات کو سیاسی مقاصد کے لئے استعمال کیا گیا اس میں تشدد اور فرقہ پرستی کو عروج حاصل ہوا۔ جس نے مسلکی اختلافات سے فرقہ واریت کی شکل اختیار کر لی۔ عوام الناس حقیقت کو جان بھی نہ سکے کہ ان کے درمیان ہونے والے اختلافات اتنے زیادہ بڑے نہیں ہیں کہ جس کی بنا پر دوسرے مسلک یا فرقہ کو اسلام کے دائرے سے خارج کر دیا جائے۔

اسلامی مسالک کے اختلافات کی حقیقت سے پردہ اٹھاتے ہوئے حامد کمال الدین اپنی تصنیف "فرقہ واریت ہے کیا" میں رقمطراز ہیں: علماء و فقہاء امت کی غالب ترین اکثریت بشمول حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی، ظاہری اور اہلحدیث وغیرہ وغیرہ ایسے فقہی مسالک کو فرقہ ناجیہ میں شمار کرتی آئی ہے یہ مختلف فرقے نہیں دراصل ایک ہی فرقہ ہے اور ان سب کا ایک سے علمی اور شرعی مصادر میں اتفاق ہے۔ علماء و فقہاء امت

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 01 Issue No: 04 (2024)

کے ہاں صدیوں تک یہ اعتبار قائم رہا ہے۔ عقیدہ کی کوئی بڑی خرابی نہ ہو تو یہ فقہی مذاہب امت کے معتبر مذاہب ہیں اور فقہی اختلاف کے باوجود یہ ایک جماعت ہیں اور سب کے سب اہل سنت والجماعت کی ذیل میں آتے ہیں۔ ان کا اختلاف وہ اختلاف ہے جس کی عمومی معنی میں علمائے امت کے ہاں گنجائش جانی گئی ہے۔ بنیادی طور پر یہ نصوص کے فہم اور ترجیح میں ہونے والا اختلاف ہے۔ اجتہادی مسائل میں ہونے والا اختلاف ہے۔ یہ 'اختلاف مزموم' نہیں بلکہ اصطلاحی طور پر یہ 'اختلاف سائغ' ہے۔

خلاصہ بحث

پاکستان میں قیام کے وقت اگرچہ مختلف مذہبی مسالک موجود تھے، لیکن ان کے درمیان برداشت، رواداری اور احترام کا ماحول غالب تھا۔ ۱۹۸۰ کی دہائی میں بعض سیاسی اور خارجی عوامل کے باعث ان مسلکی اختلافات کو شدت پسندی اور تشدد کی صورت دی گئی جس نے فرقہ واریت کو فروغ دیا۔ تحقیقی جائزے سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ بنیادی عقائد میں ان مسالک کا اتفاق پایا جاتا ہے اور ان کے فقہی اختلافات کو صدیوں تک اہل علم نے قابل برداشت اور علمی اختلاف قرار دیا ہے۔ اصل مسئلہ ان اختلافات کا سیاسی مقاصد کے لیے استعمال ہے نہ کہ خود مسالک کی تعلیمات۔ اس مقالے کا مقصد یہ اجاگر کرنا ہے کہ اختلاف رائے کو نفرت اور تشدد کی بنیاد بنانے کے بجائے علمی و فکری سطح پر سمجھا جائے، تاکہ معاشرے میں امن اور بین المسالک ہم آہنگی کو فروغ مل سکے۔